# صحیح بخاری کی فنّی خصوصیات

(از جناب مولوی محمد سلیم صاحب صدیقی ایم۔اے)

(۳)

ان مختصر شرحوں میں مہلب ابن ابی صفرہ کی بھی شرح ہے جس میں مہلب نے بخاری کی بعض گرنیں بھی کی ہیں مختصر شرحوں کے سلسلہ میں سب سے اچھی مفید جامع شرح بدرالدین محمد ابن بہادر بن عبداللہ الزرکشی الشافعی کی ہے زرکشی نے اپنی شرح کا نام "التنقیح" رکھا ہے۔ حافظ ابن حجر نے زرکشی کی شرح پر "نکت" کے نام سے بعض حواشی لکھے ہیں نیز غازی محب الدین احمد بن نصراللہ البغدادی الحنبلی المتوفی سنہ ۸۴۴ھ نے بھی زرکشی پر ایک حاشیہ لکھا ہے مختصر شروح میں الدمامینی نے گجرات کے بادشاہ احمد ابن مظفر شاہ کے نام سے معنون کر کے ایک شرح لکھی ہے سیوطی نے حسب دستور بخاری پر ایک مختصر حاشیہ التوشیح کے نام سے لکھا ہے۔ حاجی خلیفہ کا بیان ہے۔

| | |
|---|---|
| ھو تالیف لطیف قریب من شرح الزرکشی | یہ بھی ایک لطیف تالیف ہے زرکشی کی کتاب کے قریب قریب ہے۔ |

ہندوستان کے مشہور لغوی محدث علامہ حسن صاحب مشارق الانوار کی مختصر شرح کا صاحب کشف الظنون نے "ہو مختصر فی مجلد" کے الفاظ سے ذکر کیا ہے ایک دلچسپ انکشاف جو مختصر شروح کے سلسلہ میں کیا گیا ہے یہ ہے کہ فخرالاسلام بزدوی جو حنفی اصول فقہ کے امام سمجھے جاتے ہیں اوران کا اصولی متن اصول فقہ کا ایک شاہ کار قرار دیا گیا ہے حاجی خلیفہ

کہتے ہیں ان کی بھی ایک مختصر شرح بخاری کی پائی جاتی ہے اسی طرح فقہ حنفی کے ایک اور عالم ابو حفص عمر بن محمد النسفی صاحب مدارک کی ایک شرح کا بھی تذکرہ کیا جاتا ہے کہتے ہیں کہ "النجاح فی شرح کتاب اخبار الصحاح" اس کا نام ہے بیان کیا گیا ہے کہ نسفی نے اس کے دیباچہ میں ان اساتذہ کا ذکر کیا ہے جن کے واسطے سے وہ بخاری سے روایت کرتے تھے اور یہ بچاس سندیں ہیں ایک اور نحوی عالم صاحب الفیہ ابن مالک نے "شواہد التوضیح و تصحیح مشکلات جامع الصحیح" کے نام سے بخاری کی ایک مختصر شرح لکھی ہے۔ کشف الظنون میں ہے۔

هو شرح لمشکل اعرابه — مشکل اعرابی مباحث کے متعلق یہ شرح ہے

اسی طرح ایک اور نحوی شرح ابو الحسن محمد بن محمد الجوانی النحوی المتوفی سنہ ۶۴۰ھ کی بھی ہے۔ ابو بکر ابن العربی اور یمنی عالم عبدالرحمٰن وغیرہ نے بھی مختصر شرحیں بخاری کی لکھی ہیں۔

شروح متوسط | اس ذیل میں البرماوی کی شرح ۴ جلدوں میں ہے جو در اصل الزرکشی اور کرمانی کی شروح کا خلاصہ ہے سنہ ۸۳۰ھ میں برماوی کی وفات ہوئی شرح کا نام "اللامع الصحیح" ہے دوسری متوسط شرح الکازرونی سعید ابن مسعود المتوفی سنہ ۷۶۶ھ کی ہے الکوثر الجاری علی ریاض البخاری" کے نام سے علامہ احمد بن اسمٰعیل محمد الکروانی الحنفی کی بھی شرح ہے حاجی خلیفہ نے الکروانی کی شرح کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے۔

رح فی کثیر من المواضع الکرمانی وابن حجر و بین مشکلات اللغت و ضبط اسماء الرواۃ فی مواضع

کرمانی اور ابن حجر کی شرحوں کے مختلف مقامات کی اس شرح میں تردید کی گئی ہے اور لغت کے مشکلات بھی حل کئے ہیں نیز راویوں کے ناموں کی تصحیح بھی کی گئی ہے۔

کرمانی کی شرح میں ایک جدید اضافہ یہ ہے کہ شروع میں رسول کریم کی سیرت اور اس کے بعد امام بخاری کی سوانح حیات کو بھی درج کیا ہے مصنف نے سنہ ۸۷۴ھ میں بمقام ایڈریانوپل اس شرح کی تالیف سے فراغت حاصل کی۔ العینی کی نسبت سے بھی حاجی خلیفہ نے بخاری کی اور ایک شرح کا ذکر کیا ہے۔ یہ مشہور بدرالدین عینی کے سوا ہیں۔ ان کا نام زین الدین ابی محمد عبدالرحمٰن ابن ابی بکر بن العینی الحنفی ہے۔ لکھا ہے کہ ھو فی ثلاث مجلدات (یعنی ان کی شرح تین جلدوں میں ہے) عینی اپنی اس شرح کے حاشیہ پر پوری بخاری نقل کرتے چلے گئے ہیں۔

متوسط شروح میں ابو ذر احمد بن ابراھیم ابن السبط الحلبی المتوفی سنہ ۸۸۴ھ کی بھی ایک شرح ہے۔ حاجی خلیفہ نے بیان کیا ہے کہ

| | |
|---|---|
| لخصہ من شرح ابن حجر والکرمانی والبرماوی | ابن حجر اور کرمانی و برماوی کی شرحوں کا اس شخص نے خلاصہ کیا ہے۔ |

اس کا نام التوضیح لاوہام الواقعۃ فی الصحیح ہے۔ نیز تین جلدوں میں ابن ارسلان المقدسی الرملی المتوفی سنہ ۸۴۴ھ کی بھی شرح ہے اور دو جلدوں میں سبط بن العجمی کی شرح کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔

شروح طویلہ | بخاری کی طویل شرحیں جن بزرگوں نے لکھی ہیں ان میں ایک طبقہ تو مغرب اور اندلس کے علماء کا ہے ابن بطال اور ابن التین دونوں کے اقوال کا ذکر بخاری کے ان شارحین نے جو آخری زمانہ میں گذرے ہیں مثلاً ابن حجر وغیرہ نے بکثرت تقریباً تمام ابواب میں کیا ہے۔ حاجی خلیفہ وغیرہ نے اگرچہ ان شروح کی ضخامت نہیں بتلائی ہے لیکن اکثر ابواب میں ان کا تذکرہ کیا ہے یہ خود اس بات کی دلیل ہے کہ ان لوگوں کا کام مختصر نہ تھا البتہ ابن بطال کی شرح کا تذکرہ کرتے ہوئے کشف الظنون میں جو یہ لکھا ہے۔

| | |
|---|---|
| غالبہ فقہ المالکی من غیر تعرض لموضوع | ان کی شرح زیادہ تر فقہ مالکی کے مسائل پر |

الکتاب غالبا — مشتمل ہے خود بخاری کی کتاب کے اصل موضوع سے بہت کم تعرض کیا ہے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شرح ہونے کی حیثیت سے ابن بطال کی یہ کتاب شاید زیادہ کامیاب نہیں ہے

رہے مشرق کے علماء سو اس سلسلہ میں سب سے پہلے ابن المنیر الاسکندرانی کی شرح کا ذکر کیا جاتا ہے ہم نے تراجم بخاری کی شروح کے سلسلہ میں اس کا ذکر کیا تھا کہ تراجم ابواب پر انھوں نے ایک الگ کتاب لکھی ہے کشف الظنون سے معلوم ہوتا ہے کہ علاوہ شرح تراجم بخاری کے انھوں نے خود صحیح بخاری کی بھی ایک طویل شرح قلمبند کی لکھا ہے

ھو شرح طویل فی عشر مجلدات — یہ طویل شرح دس جلدوں میں ہے

اس طرح ابوالقاسم احمد بن محمد بن عمر التیمی کی شرح کا ذکر کرتے ہوئے ھو واسع جدا کے الفاظ سے صاحب کشف الظنون نے اس کا تعارف کرایا ہے۔

اس سلسلہ میں چند اور شرحوں کا ذکر لوگوں نے کیا ہے لیکن جہاں تک میرا خیال ہے سب سے پہلے بڑے پیمانہ پر باضابطہ شرح کی ابتدا مشہور حنفی عالم علامہ مغلطائی ابن قلیج الترکی نے فرمائی ہے یہ آٹھویں صدی ہجری کے مصری عالم ہیں ان کی شرح کا نام "التلویح فی شرح الصحیح" ہے۔ شروح بخاری میں اسے بہت زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ اس کا پتہ نہ چل سکا کہ یہ کتنی جلدوں میں ہے۔ تاہم حاجی خلیفہ نے لکھا ہے "ھو شرح کبیر" مغلطائی کی شرح کا خلاصہ جلال الدین رسولا بن احمد الشافعی المتوفی سنہ ۷۹۳ھ نے کیا ہے مغلطائی کے بعد شمس الدین محمد بن یوسف بن علی الکرمانی المتوفی سنہ ۷۹۶ھ کا ذکر کیا جاتا ہے۔ بمقام مکہ معظمہ سنہ ۷۷۵ھ میں کرمانی نے اس شرح کو مکمل کیا ہے۔ دیباچہ میں لکھا ہے کہ طواف کرتے ہوئے "الکوکب الدرار" نام رکھنے

کا انہیں الہام ہوا۔

شرح بخاری میں اگرچہ اس شرح کو بہت شہرت حاصل ہے لیکن حافظ ابن حجر نے یہ لکھا ہے

| | |
|---|---|
| شرح مفید علی انہ ھام فی النقل لانہ | یہ ایک فائدہ بخش شرح ہے لیکن اس میں |
| لا یاخذہ الا من الصحف | کافی چوکیں شارح سے اس لئے ہوئی ہیں |
| | کہ محض کتابوں سے اس شخص نے کام لیا ہے |

یہ بڑے پتہ کی بات ہے بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کرمانی نے اس فن کو اساتذہ سے نہیں حاصل کیا تھا محض کتابوں کے مطالعہ سے معلومات فراہم کرتے تھے اس لئے ان سے بعض اوقات ایسی فاش غلطیاں سرزد ہوئیں جن کو دیکھ کر حیرت ہوتی ہے۔

الکرمانی کے صاحبزادہ تقی الدین یحییٰ بن محمد الکرمانی نے بھی بخاری کی شرح کی ہے بظاہر اپنے والد کی شرح کو بجائے نقل کرنے کے کچھ عبارتوں کے ردو بدل سے ایک اپنی کتاب بھی انہوں نے بنالی ہے گویا یہ سمجھنا چاہیئے کہ کرمانی کبیر کی شرح کا یہ خلاصہ ہے۔ کہتے ہیں یہ شرح آٹھ جلدوں میں ختم ہوئی۔

طویل شرحوں میں اس کے بعد ابن ملقن المتوفی سنہ ۸۰۴ کی شرح کا نمبر آتا ہے۔ یہ بیس جلدوں میں پوری ہوئی ہے لیکن جیسا کہ بخاری نے لکھا ہے۔

| | |
|---|---|
| اعتمد فیہ علی شرح شیخہ مغلطائی | زیادہ تر اس میں اپنے استاد مغلطائی |
| وزاد فیہ قلیلا | کی شرح کے مضامین پر اس شرح میں |
| | ابن ملقن نے اعتماد کیا ہے اور بہت ہی |
| | خفیف اضافہ اپنی طرف سے کر سکے ہیں |

گویا مغلطائی ہی کی شرح کا یہ نقش ثانی ہے حافظ ابن حجر نے ابن ملقن کی اس شرح پر تنقید کرتے ہوئے لکھا ہے کہ شروع میں شارح نے بڑا زور دکھایا ہے لیکن آخر میں بتدریج ان کا قلم سست پڑتا چلا گیا ہے حافظ نے اسی لئے لکھا ہے

| | |
|---|---|
| بل هو فی نصفه الثانی قلیل الجدوی | نصف ثانی کو ان کی شرح بہت کم فائدہ مند باقی رہی ہے۔ |

لیکن سچ پوچھئے تو امام بخاری کا امت اسلامیہ پر باوجود ان تمام خدمات کے ایک ایسا قرض چڑھا ہوا تھا جس کے اتارنے کی گو مسلسل کوشش جاری رہی۔ لیکن وہ باقی کا باقی چلا آتا رہا تا اینکہ نویں صدی ہجری میں اس قرض کے اتارنے والے کو خدا نے پیدا کیا یہ شیخ الاسلام احمد بن علی ابن حجر العسقلانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں جو ابن حجر کے نام سے عام طور پر مشہور ہیں۔ ان کی شرح جس کا نام "فتح الباری" ہے اس کے تیار ہونے کے بعد "لاہجرۃ بعد الفتح" کا اعلان کر دیا گیا، یعنی اب بخاری کی شرح کی طرف نئی توجہ کی ضرورت باقی نہ رہی اور جو قرض امام کا امت کے ذمہ چلا آرہا تھا وہ ادا ہو گیا حاجی خلیفہ نے اس شرح کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے

| | |
|---|---|
| ومن اعظم شروح البخاری شرح الحافظ العلامہ ابن حجر العسقلانی | بخاری کی تمام شرحوں میں سب سے بڑی شرح حافظ علامہ ابن حجر عسقلانی کی ہے |

اس کے بعد وہ یہ لکھتے ہیں کہ یہ شرح دس جلدوں میں مکمل ہوئی ہے اور مقدمہ ہدی الساری کو ملا لیا جائے تو گیارہ جلدیں ہو جاتی ہیں۔ واقعہ یہ ہے جیسا کہ صاحب کشف الظنون نے لکھا ہے

| | |
|---|---|
| شهرته انفراده بما یشتمل علیه من الفوائد الحدیثیه والنکات الادبیه والفوائد الفرهیه تغنی عن وصفه | اس کتاب کی شہرت اور علم حدیث کے جن فوائد پر اور جن ادبی نکات اور نادر بے نظیر نکات پر یہ کتاب مشتمل ہے ان خصوصیتوں نے اس |

کی ضرورت باقی نہیں رکھی ہے کہ اس کتاب
کی تعریف کی جائے

خصوصیات اس شرح کے اگر بیان کئے جائیں تو وہ ایک مستقل مقالہ کی شکل اختیار کرے گا خلاصہ یہ ہے کہ سنہ ۸۱۷ھ میں بطور املا کے حافظ نے اس شرح کو لکھوانا شروع کیا کچھ دن یہ کام یوں ہی ہوتا رہا پھر بعد کو تھوڑا تھوڑا کر کے حافظ نے خود ہی لکھنا شروع کیا جب ایک جز پورا ہو جاتا تو وقت کے مقامی فضلا اس کی نقل لے لیتے تھے ہفتہ میں ایک دن مقرر تھا جس میں اصل مسودہ اور اس کی نقل کو لے کر سب جمع ہوتے۔ جز پڑھا جاتا درمیان میں بحث تمحیص اور رد و قدح کا سلسلہ جاری رہتا آخر میں اصلاح و ترمیم کے بعد مسودہ پاس ہو جاتا اس مجلس میں قرأت کا کام علامہ ابن خضر کرتے تھے۔ بہرحال

| | |
|---|---|
| وصار السفر لا یکمل منه الا وقد قوبل | غرض کتاب اس وقت تک مکمل نہیں ہوتی |
| الی ان انتهی فی اول رجب سنه | جب تک کہ پورا مقابلہ اس کا نہ کر لیا جاتا |
| ۸۴۲ ـ | آخر پہلی رجب سنہ ۸۴۲ھ میں یہ شرح ختم ہوئی |

اور یہی تاریخ اس شرح کے اختتام کی ہے حاجی خلیفہ کے بیان سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس مجلس کی تنقیحی کوششوں کو حافظ نے آخری کوشش نہیں قرار دیا تھا بلکہ جب تک جیتے رہے اپنی اس محبوب کتاب کی نظر ثانی میں مصروف رہے۔

| | |
|---|---|
| سوا ما الحقه به بعد ذلك فلم | علاوہ اس کے (اس مجلس کی کارروائیوں |
| ینتهی الی قبیل وفاته | کے بعد بھی) اس میں حافظ اضافہ کرتے رہے |
| | پس یوں سمجھنا چاہئے کہ ان کی وفات سے |
| | کچھ ہی دن پہلے کتاب مکمل ہوئی |

کہتے ہیں کہ ۸۴۲ھ میں جب اس کتاب کی تکمیل ہوگئی تو

| | |
|---|---|
| عمل مصنفہ ولیمۃ عظیمۃ لم یتخلف عنہا وجوہ المسلمین الا نادراً بالمکان المسمی "بالتاج" | فتح الباری کے مصنف نے ایک عظیم الشان دعوت کی اتنی بڑی دعوت دی تھی جس میں سربرآوردہ ہستیوں میں شاید ہی کوئی شریک نہ ہوا ہو یہ دعوت مصر میں بمقام "تاج" عمل میں آئی تھی۔ |

یہ دعوت روز شنبہ دوسری شعبان کو ہوئی۔ پانچہزار مصری اشرفیاں دعوت میں خرچ ہوئیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مکمل ہونے کے بعد بھی علماً کی مختلف مجالس میں اس شرح کی متعدد دفعہ خواندگی ہوتی رہی۔ آخری مجلس کا ذکر حاجی خلیفہ نے ان الفاظ میں کیا ہے۔

| | |
|---|---|
| وقُرِئ فی المجلس الاخیر وهناك حضره الائمة کالقایاتی والسعد الدیری والونائی وغیرهم | آخری مجلس میں جس میں یہ شرح (فتح الباری) پڑھی گئی اس میں اس عہد کے ائمہ مثلاً قایاتی اور سعد دیری، اور ونائی وغیرہ شریک تھے |

یہ عجیب بات ہے کہ لکھنے کے ساتھ ہی اس کتاب کو سارے عالم اسلام میں غیر معمولی حسن قبول حاصل ہوا اسی کا نتیجہ تھا

| | |
|---|---|
| طلبه ملوك الاطراف بالاستکتاب | اطراف عالم کے سلاطین نے اس کتاب کی نقلیں منگوائیں۔ |

لکھا ہے کہ بعضوں نے تین تین سو اشرفیاں قیمت ادا کرکے اس کتاب کی نقل لی۔ خود حافظ کا یہی بیان ہے

| | |
|---|---|
| لما اکملت الشرح کثرت الرغبات | اطراف عالم کے سلاطین کی طرف سے اس |

فيه من ملوك الاطراف فاستكتبت لصاحب المغرب ابي فارس عبد العزيز ولصاحب المشرق شاه رخ وللملك الظاهر

کتاب کی فرمائش کی اتنی کثرت ہوئی کہ میں نے یک نسخہ مغرب اقصیٰ کے بادشاہ ابن فارس عبد العزیز کے لئے اور ایک نسخہ مشرق کے بادشاہ شاہ رخ (ابن تیمور) کے لئے اور ایک نسخہ ملک ظاہر کے لئے لکھوایا

اسی زمانہ میں جب ایک شافعی عالم ابن حجر مصر میں بخاری پر کام کر رہے تھے حنفی طبقات کے علماء میں بھی احساس پیدا ہوا گذر چکا ہے کہ ۸۱۷ھ میں فتح الباری کی تصنیف کا آغاز ہوا تھا ٹھیک اس کے چار سال بعد ۸۲۱ھ ماہ رجب میں مصر ہی کے ایک حنفی عالم بدرالدین ابو محمد محمود بن احمد العینی نے اپنی شرح لکھنی شروع کی فتح الباری ۸۴۲ھ میں ختم ہو گئی لیکن عینی کی شرح ۸۴۲ھ تک ثلث اول کے نصف تک پہنچی تھی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس دوسری شرح کی تکمیل میں کافی وقت صرف ہوا تھا اس شرح کا نام "عمدۃ القاری" ہے حاجی خلیفہ نے لکھا ہے کہ

هو بخطه في احدى وعشرين مجلد بالمدرسة التي انشاءها بحارة كتامة بالقرب الجامع الازهر

خود اپنے خط سے یہ کتاب ۲۱ جلدوں میں ختم ہوئی ہے جو انھوں نے اس مدرسہ میں تیار کیا تھا جو جامع ازہر کے قریب حارہ کتامہ میں واقع ہے۔

لیکن بعد کو ان کی یہ شرح دس جلدوں میں مرتب کی گئی ہے اور اب دس جلدوں میں ملتی ہے مشہور ہے اور یہ بات کشف الظنون وغیرہ سب ہی کتابوں میں ہے کہ

استمد فيه من فتح الباري بحيث ينقل منه الورقة بكمالها

عینی نے اس شرح میں فتح الباری سے کافی مدد لی حتی کہ بسا اوقات پورا ورق کا ورق

فتح الباری سے بعینہٖ نقل کر لیتے ہیں۔

کہتے ہیں کہ برہان ابن خضر جو فتح الباری کی مجلس نظر ثانی میں قاری تھے ان ہی سے فتح الباری کے اجزاء عینی کو ملتے رہتے تھے۔ حاجی خلیفہ نے لکھا ہے۔

| | |
|---|---|
| کان یستصیر من البرهان ابن خضر باذن مصنفه | علامہ فتح الباری کے اجزاء برہان ابن خضر سے عاریۃً باجازت مصنف (ابن حجر) لیا کرتے تھے |

جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حافظ ابن حجر کی اجازت سے نقل عینی کو ملتی تھی جو دلیل ہے اس بات کی کہ ابتدا میں ان دونوں حنفی اور شافعی علماء کے تعلقات کافی خوشگوار تھے لیکن اسباب کیا پیش آئے یہ تو معلوم نہیں مگر آخر زمانہ میں دونوں کے تعلقات جیسا کہ معلوم ہوتا ہے کچھ خراب ہو گئے عینی کو اپنی شرح میں جہاں کہیں موقعہ ملا ہے حافظ ابن حجر پر تنقید کرنے میں کمی نہیں کی ہے۔ ابن حجر ان اعتراضات سے اپنی زندگی میں واقف ہو چکے تھے اور "انتقاض الاعتراض" کے نام سے ایک کتاب بھی لکھنی شروع کی تھی لیکن جیسا کہ صاحب کشف الظنون کا بیان ہے حافظ کی وفات ہو گئی اور جوابات کی تکمیل نہ ہو سکی۔

اس مناظرانی رسالہ کے دیباچہ میں خود حافظ نے لکھا ہے کہ میری کتاب کو غیر معمولی حسن قبول دنیا میں جب حاصل ہوا تو

| | |
|---|---|
| فحسدہ العینی وادعی الفضیلۃ علیہ فکتب فی شرحہ وبیان غلطہ فی شرحہ | پس عینی کو اس کتاب سے حسد پیدا ہوا اور برتری کا مدعی، پھر اس کتاب کی تردید میں بھی لکھا اور اپنی شرح میں میری کتاب کی غلطیوں کو بیان کیا۔ |

(باقی آئندہ)